مسائل نفاس

مسئلہ نفاس:

سوال: ایک عورت کو پہلے وقت نفاس ۱۴؍دن آ کر بند ہو گیا اور اس نے غسل کر کے نماز شروع کی، دو دن کے بعد پھر خون معلوم ہوا اور بیس دن کے بعد ختم ہوا، پھر دوسرے وقت بیس دن کو بند ہوا، مگر اس نے غسل نہ کیا اور کہنے پر یہ کہا کہ ایک دو دن راہ دیکھ لوں، اس کے بعد ایک دن پھر ذرا خون کا دھبہ معلوم ہوا مگر وہ ایک ہی وقت، پھر نہ معلوم ہوا تو ایسی صورت کی مدت نفاس کتنی ہے اور اس کو ایک دو روز راہ دیکھنا اور نماز نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور قضا پڑھے یا نہیں؟ دم ۱۴؍، طہر ۲؍، دم ۲۰؍ کل ۳۶ دن۔

تنقیح: یہ سمجھ میں نہیں آیا دوسرے وقت سے کیا مراد ہے؟

جواب تنقیح: دوسرے وقت سے دوسرا نفاس مراد ہے جو بعد وضع حمل ثانی کے ہے۔

الجواب

اول مرتبہ کل ۳۶؍یوم نفاس تھا اور دوسری مرتبہ عادت سے قبل پاک ہونے پر بھی نماز پڑھنی چاہئے تھی البتہ اس حالت میں اتنا چاہئے کہ وقت مستحب کے اخیر تک انتظار کرے لیکن جب بعد میں خون دیکھا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ دن نفاس کا تھا اس لئے قضا واجب نہیں، ہاں ۳۶؍یوم سے قبل جماع مکروہ ہے۔

فی العالمكيرية، ص ٢٤ ج ١: لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وإن اغتسلت حتى تمضى عادتها وعليها أن تصلى وتصوم للإحتياط، هكذا فى التبيين، وقال بعد سطر: ومتى طهرت المبتدأة دون العشرة أو المعتادة دون العادة أخرت الوضوء والاغتسال إلٰى آخر الوقت بحيث لاتدخل الصلوٰة فى الوقت المكروه، كذا فى الزاهدى. (امداد الاحکام جلد اول، ص: ۳۶۴ و ۳۶۵)

مسئلہ نفاس کی ایک صورت کے متعلق استفتا کا جواب:

سوال: زچگی کے زمانہ میں جب تک خون برابر آتا رہے، نماز نہیں پڑھی جاتی، لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو دن کے واسطے خون بند ہو گیا اور ایک دو روز پھر آ گیا، پھر بند ہو گیا پھر آنے لگا، تو ایسی صورت میں نماز پڑھتی رہے

یا قضا کرے، زچگی کے زمانے میں بار بار غسل نہیں کرسکتی تو اس زمانے میں اگر نماز پڑھی جاوے تو کیا تیمّم جائز ہوگا، تیمّم غسل اور وضو دونوں کے لئے کیا جاسکتا ہے یا غسل کے لئے تیمّم کرے اور پانی سے وضو کرے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خون تو نہیں آتا لیکن پانی آتا رہتا ہے، بعض دفعہ خود اور بعض اوقات اس وجہ سے کہ ایک مہینہ تک دوائیں استعمال ہوتی رہتی ہیں، اس وجہ سے اس صورت میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ زیادہ حد ادب۔

الجواب

قال ابن عابدینؒ فی رسالته منهل الواردین: "ثم إن المرأة کلما رأت الدم تترک الصلوٰة مبتدأة کانت أو معتادة کما سیأتی فی الفصل السادس (بشرط کون الرؤیة فی خلال المدة لابعدها) وکلما انقطع دمها فی الحیض قبل ثلٰثة أیام تصلی لکن تنتظر آخر الوقت أی المستحب وجوباً فإن لم یعد فی الوقت توضأ وتصلی وتصوم إن انقطع لیلاً وتشبه بالصائم إن انقطع نهاراً وإن عاد فی الوقت أوبعده فی العشرة کمایأتی بطل الحکم بطهارتها فتقعد عن الصلوٰة والصوم و بعد الثلاثة إن انقطع قبل العادة فکذالک الحکم لکن هنا تصلی بالغسل کلما انقطع لابالوضوء لأنه تحقق کونها حائضاً برؤیة الدم ثلاثةً فأکثر أوبعد العادة فالحکم أیضاً کذلک لکن هنا تأخیر الغسل لأجل الصلوٰة مستحب لاواجب وإن عاد الدم فی العشرة ولم یتجاوزها بطل الحکم بطهارتها فلوتجاوزها فالعشرة حیض لومبتدأة وإلا فأیام عادتها، ولواعتادت فی الحیض یوماً دماً ویوماً طهراً هکذا إلی العشرة فإذارأت الدم فی الیوم الأول تترک الصلوٰة والصوم وإذاطهرت فی الثانی توضأت وصلت ولاغسل بعدم کونها حائضاً بعده وفی الثالث تترک الصلوٰة والصوم وفی الرابع تغتسل وتصلی هکذا إلی العشرة کذا فی التتارخانیة ونحوه فی صدر الشریعة، والنفاس کالحیض فی الأحکام المذکورة غیر أنه یجب الغسل فیه کلما انقطع علٰی کل حال سواء کان قبل ثلاثة أوبعدها لأنه لا أقل له ففی کل انقطاع یحتمل خروجها من النفاس فیجب الغسل بخلاف ماقبل الثلاث فی الحیض" آہ. (ص:۹۳)

خلاصہ یہ ہے کہ نفاس کی مدت میں (جو کہ چالیس دن ہے) عورت جب خون دیکھے تو نماز روزہ چھوڑ دے اور جب تک خون جاری رہے چھوڑے رکھے، اور اگر کسی وقت خون بند ہوجائے تو اس وقت جس نماز کا وقت ہو اس کے وقت مستحب کے اخیر وقت تک بند رہے تو غسل کرکے نماز پڑھے، اور رات کو بند ہو اور صبح کے قریب تک بند رہے تو روزہ بھی رکھنا واجب ہے، ورنہ خون آجانے پر روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، بشرطیکہ دن بھر بند رہے ورنہ خون آجانے پر روزہ داروں کی طرح رہنا واجب نہ رہے گا اور خون بند ہونے کے وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ عادت سابقہ

سے پہلے ہوا ہے یا عادت کے بعد اگر پہلے بند ہوا ہے تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے ،مگر غسل ونماز میں وقت مستحب کے اخیر کا انتظار کرنا واجب ہے ،اوراگر عادت کے بعد بند ہوا ہے تو نماز پڑھنا اب بھی واجب ہے ،مگر اس صورت میں غسل ونماز کے لئے اخیر وقت کا انتظار مستحب ہے ،واجب نہیں ،چالیس دن کے اندر خون آنے اور بند ہونے کا تو یہی حکم ہے،اوراگر چالیس دن سے زائد خون آیا تو عادت کے ایام کو تو نفاس سمجھا جاوے گا اور باقی کو بیماری ،تو ایام عادت کے بعد جتنے دنوں کی نماز خون آنے کے سبب سے نہیں پڑھی گئی،ان کی قضا کرنا واجب ہوگی۔

یہ تو نفاس کا حکم تھا جس سے (متعلق) سوال کیا گیا ہے،اس کے بعد ہم حیض کا حکم بھی تتمیم فائدہ کے لئے بیان کئے دیتے ہیں،حیض کا حکم یہ ہے کہ تین دن گذرنے سے پہلے تو خون دیکھ کر نماز روزہ چھوڑ دے،اور جب تک خون جاری رہے چھوڑے رکھے ،اوراگر کسی وقت خون بند ہوجائے تو وقت مستحب کے اخیر کا انتظار کرے،اگر اس وقت خون جاری ہوجاوے تو نماز روزہ چھوڑے رکھے ،اوراس وقت تک بند رہے تو وضو کر کے نماز پڑھے غسل واجب نہیں اور رات کو بند ہوا اور صبح کے قریب تک بند رہے تو روزہ کی نیت رمضان میں کرنا واجب ہے اور دن میں بند ہوا اور کسی نماز کے اخیر وقت تک بند رہے تو روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے اور حیض شروع ہونے سے تین دن گذرنے کے بعد حکم یہ ہے کہ خون دیکھنے سے تو نماز وغیرہ چھوڑ دے اور جب تک جاری رہے چھوڑے رکھے اور جب بند ہو نماز شروع کردے،جیسا اوپر حکم تھا،البتہ دیکھنا یہ ہے کہ عادتِ سابقہ سے پہلے بند ہوا ہے یا عادت کے بعد،اگر پہلے بند ہوا ہے،تو غسل ونماز میں آخر وقت مستحب کا انتظار واجب ہے اور بعد عادت کے بند ہوا ہے تو اخیر وقت کا انتظار مستحب ہے،واجب نہیں،دس روز تک تو یہی حکم ہے اوراگر دس دن سے زائد خون آیا تو ایام عادت سابقہ کے بعد جتنے دن کی نماز بوجہ خون آنے کے نہیں پڑھی،ان کی قضا واجب ہے،حیض کے دن وہی سمجھے جائیں گے جو عادت کے ایام ہیں،یہ حکم تو نماز روزہ کا ہے۔

اور شوہر سے مقاربت کا یہ حکم ہے کہ نفاس کے چالیس دن سے کم میں اور حیض کے دس دن سے کم میں اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو یا عادت کے بعد،جب تو عورت کے غسل کر لینے یا بحالت عذر تیمّم کر لینے یا ایک نماز کے وقت گذر جانے کے بعد مقاربت جائز ہے ،اور عادت سے پہلے بند ہوا ہے تو جب تک ایامِ عادت پورے نہ ہوں مقاربت جائز نہیں،گو عورت غسل کر کے نماز پڑھنے لگی ہو،کیونکہ نماز روزہ کا حکم الگ ہے،اور مقاربت کا حکم الگ ہے، اور حیض ونفاس دونوں میں پانی کے آنے کا حکم یہ ہے کہ گدلا پانی تو حیض ونفاس ہی ہے،جب کہ دس دن اور چالیس دن کے اندر اندر ہو،اور صاف پانی حیض ونفاس نہیں، بلکہ اس کو خون کا بند ہونا سمجھا جائے گا،اور جس عورت پر نماز کے لئے غسل واجب ہو مگر وہ بوجہ مرض وضعف کے غسل پر قادر نہ ہو تو اس کو غسل کی طرف سے تیمّم کرنا جائز ہے،لیکن اگر وضو کرنا مضر نہ ہو تو وضو کرنا واجب ہوگا،واللہ تعالیٰ اعلم ۱۴؍شعبان ۷۴ھ

تتمہ: (۱) پانی کا رنگ وہ معتبر ہے جو تازہ آمد کے وقت ہو، پس اگر تازہ آمد کے وقت پانی صاف تھا، بعد میں کپڑے پر لگ کر رنگ میں گدلا پن آ گیا تو یہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہوگی، بعد کے تغیر کا اعتبار نہیں، **صرح به في منهل الواردين في المقدمة.**

(۲) اگر حیض دس دن پورے ہونے اور نفاس چالیس دن پورے ہونے پر بند ہو تو بدون انتظار غسل وغیرہ کے مقاربت جائز ہے، **صرح به الفقهاء في كتبهم.**

(۳) اگر حیض دس دن پر اور نفاس چالیس دن پر بند ہو گیا اور بندش کے بعد ایک دو دن کے وقفہ سے پھر جاری ہو گیا تو یہ وقفہ بھی بحکم جریان دم کے ہے، پس یوں سمجھا جائے گا کہ حیض دس دن سے زیادہ آیا اور نفاس چالیس دن سے زیادہ آیا، اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس عورت کی عادت حیض ونفاس میں پہلے سے معلوم ہے تو ایام عادت حیض ونفاس ہیں اور عادت سے زیادہ جتنے ایام ہیں وہ سب استحاضہ ہیں، پس عادت سے زائد ایام میں اگر کسی دن میں بوجہ خون آنے کے نماز نہ پڑھی ہو تو اس کی قضا واجب ہے، البتہ اگر دس دن حیض کے اور چالیس دن نفاس کے بعد پندرہ دن خون بند رہے تو اب اس وقفہ کو بحکم جریان دم شمار نہ کیا جائے گا بلکہ یہ دوسرا خون شمار ہوگا، پس اگر وہ حیض بن سکے مثلاً تین دن کامل خون آیا تو اس کو دوسرا حیض شمار کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ففي الرسالة المذكورة: لوعاد الدم بطل الحكم بطهارتها كأنها لم تظهر، قال في التتارخانية: وهذا إذا عاد في العشرة ولم يتجاوزها وطهرت بعد ذلك خمسة عشر يوماً فلو تجاوزها أو نقص الطهر عن ذلك فالعشرة حيض لو مبتدأة وإلا فأيام عادتها، اھ. (ص: ۹۳)

۴ رشعبان ۱۳۴۷ھ (امداد الاحکام جلد اول، ص: ۳۶۵ تا ۳۶۸)

بچہ کی ولادت پر نفاس نہیں آیا، کیا پھر بھی غسل واجب ہے:

سوال: عورت کے بچہ پیدا ہونے کے بعد نفاس نہیں آیا تو اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

قولِ مختار یہ ہے کہ غسل واجب ہے، **كذا في رد المحتار: ۱ / ۱۳۱**. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۴/۹۰ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۱۰)

---

(۱) "ولو ولدت ولم ترَ دمًا، لايجب الغسل عند أبي يوسفؒ ………… لكن يجب عليها الوضوء…… وعند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ يجب الغسل، وأكثر المشايخ أخذوا بقوله، وبه كان يفتي الصدر الشهيد، هكذا في المحيط، وقال أبو علي الدقاق: وبه نأخذ، الخ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۱/ ۳۷، الفصل الثاني في النفاس، رشيدية وكذا في الدر المختار: ۱/۲۹۹، باب الحيض، سعيد)

آپریشن کے ذریعہ ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم:

سوال: بعض اوقات ولادت میں پیچیدگیوں کی وجہ سے بڑے آپریشن کے ذریعہ بچہ پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں نفاس کے احکام کیا ہوں گے؟

الجواب

اگر آپریشن کے بعد خون رحم سے جاری ہو جائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے۔ اس پر نفاس والے احکام جاری ہوں گے اور اگر صرف آپریشن کی جگہ ہی سے نکلے اور رحم سے نہ آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے اس صورت میں نماز وغیرہ ساقط نہیں ہوں گے۔

فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء وإلا فذات جرح وإن ثبت له أحكام الولد،اهـ.(درمختار)(قوله من سرتها)عبارة البحر:من قبل سرتها، بأن كان ببطنها جرح فانشقت وخرج الولد منها.اهـ (شامية : ج ا ص ۲۱۹)فقط والله أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۱۴۱۰/۵/۲ھ۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۴۶)

آپریشن سے ولادت کے بعد نکلنے والے خون کا حکم:

سوال: آج کل بسا اوقات بچّے کی ولادت آپریشن کے ذریعے ہوتی ہے، اس کے بعد جو خون آتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ خون نفاس میں شامل ہے یا نہیں؟

الجواب

نفاس ہر اس خون کو کہا جاتا ہے جو بچّے کی ولادت کے بعد رحم سے آئے چاہے بچّہ معتاد ذریعہ (فطری طریقہ) سے پیدا ہو یا آپریشن کے ذریعے سے، اب اگر آنے والا خون رحم سے ہو تو نفاس میں شمار ہوگا اور اگر آپریشن کی جگہ سے خون آتا ہو تو وہ نفاس نہیں، اس میں عورت پر روزہ نماز لازم ہوں گے۔

لما قال الحصكفيؒ:"(والنفاس) لغةً: ولادة المرأة، وشرعاً:(دم)...... (يخرج) من رحم فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء،وإلافذات جرح وإن ثبت له أحكام الولد(عقب ولد)أوأكثره ولو متقطعاًعضواًعضواًلاأقله". (الدر المختار على صدر ردالمحتار: ج ا ص ۲۹۹،باب الحيض)(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۶۳)

---

(۱) قال الشيخ السيد أحمد الطحطاويؒ:"(قوله:فلو ولدته من سرتها)بأن كان بها جرح فانشقت وخرج الولد منها(قوله:فنفساء)لأنه وجد خروج الدم من الرحم عقب الولادة(قوله:إلافذات جرح)يعنى لاتعطى حكم النفساء(قوله:وإن ثبت له أحكام الولد) من انقضاء العدة وصيرورة الأمة به أم الولد ولوعلق الطلاق بولادتها وقع لوجود الشرط". (طحطاوى حاشية الدر المختار: ج ا ص ۱۵۳،باب الحيض/ومثله فى الهندية: ج ا ص ۳۷،الباب السادس فى الدماء المختصة بالنساء،الفصل الثانى فى النفاس)

ایام حمل میں خون آنے کی وجہ سے نماز روزہ ترک نہ کرے:

سوال: ایک عورت کو حیض معمولی طور پر ایام حمل میں ہوتا ہے، تو وہ نماز روزہ کرے یا نہیں؟ علی ہذا، اگر عورت حاملہ کو غیر معتاد ایام میں حیض آجاوے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایام حمل میں حیض نہیں ہوتا ہے، استحاضہ ہوتا (ہے)، (۱) روزہ نماز ترک نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص: ۶۲ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۹)

ولادت سے قبل خروج ماء کا حکم:

سوال: میرے گھر میں ولادت سے دس بارہ گھنٹے پیشتر پانی جاری ہے جو ولادت کے وقت سے کچھ پہلے بند ہوا، پائجامے بالکل تر ہو جاتے تھے، اور متعدد پائجامے تبدیل کرنے پڑے، اس حالت میں نماز پڑھنا چاہئے تھی یا نہیں؟ اگر نماز پڑھی جاتی تو بھی وہ پانی برابر جاری رہتا۔

الجواب

یہ پانی نفاس یا حیض نہیں بلکہ رطوبت نجسہ ہے، (۲) اس کا نکلنا مانع صلوٰۃ نہیں، بلکہ اس کے باوجود بھی نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر نماز کے پورے وقت میں کوئی زمانہ ایسا نہ مل سکے جو اس رطوبت سے خالی ہو تو اس صورت میں معذور ہوں گی اور اس رطوبت کے خروج کے ساتھ نماز صحیح ہوگی، مگر یہ ضروری ہے کہ اگر گدی رکھنے سے تکلیف نہ ہو اور گدی رکھنے سے فرج خارج میں رطوبت نہ آئے تو اس حالت میں گدی کا نماز اور وضو سے پہلے رکھنا واجب ہوگا۔

۸/ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول، ص: ۳۶۴)

اکثر مدت نفاس گذرنے کے بعد فرج سے پانی نکلے تو یہ نفاس شمار ہوگا یا نہیں:

سوال: نفاس کا خون بند ہو گیا ہے، لیکن دوا رکھنے سے کچھ پانی نکلتا رہتا ہے یہ پانی نفاس ہی شمار ہوگا یا نہیں، اگر خون نہیں ہے بلکہ پانی ہے تو غسل کر کے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں، اگر غسل کے بعد بھی یہ پانی نکلتا رہے تو اس پانی کے نکلنے سے پھر غسل تو واجب نہ ہوگا؟

---

(۱) عن الحسن فی الحامل تری الدم قال: هی بمنزلة المستحاضة تغسل کل یوم مرة عند صلوٰة الظهر. (مصنف عبد الرزاق، باب الحامل تری الدم، ج اول، ص ۳۱۶، نمبر ۱۲۱۰۔ انیس)

(۲) یعنی استحاضہ کا خون ہے۔ والدم الذی تراه الحامل ابتداءً، أو حال ولادتها قبل خروج الولد استحاضة، وإن کان ممتدًا. (الهدایة، فصل فی النفاس، انیس)

الجواب

یہ پانی صاف شفاف ہے یا اس میں کچھ زردی وغیرہ بھی ہے، اگر بالکل صاف ہے تو یہ نفاس نہیں اور بطریق مذکورہ بالا نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر صاف نہیں بلکہ میلا اور زردی مائل ہے تو چالیس دن کے اندر یہ نفاس ہی شمار ہے، جس سے نماز ساقط ہے، **والكل ظاهر لمن له نظر في الفقه.**

۱۸/ذی الحجہ ۴۴ھ (امداد الاحکام جلد اول، ص: ۳۶۴)

نفاس والی عورت مٹی کے برتن کو ہاتھ لگادے تو کیا حکم ہے:

سوال: نفاس والی عورت جبکہ تلویث کا ڈر نہ ہو، اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظروف کو عقیدۃً ناپاک سمجھنا، رسومات کافرہ کی پابندی کرنا، مثلاً لڑکے کے کان کسی بزرگ کے نام پر چھدوانا، حقوق العباد کو تلف کرنا اور کھاجانا، بطلبِ حقوق شدت اور سختی سے پیش آ کر بحلف انکار کرنا، یہ فاسد عادتیں ایک سردار قوم کے اندر پائی جائیں تو ایسے شخص کو سردار از روئے شریعت تصور کرنا چاہیے یا نہیں اور ایسے شخص سے مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

الجواب

حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو پاک ہیں اور ان کے لگنے، چھونے سے مٹی تانبے وغیرہ کے برتن ناپاک نہیں ہوتے۔(۱)

کسی بزرگ کے نام پر بچوں کے کان چھیدنا حرام ہے۔ کسی کا حق مارنا اور کھاجانا بھی حرام ہے، ایسا شخص سرداری کے لائق نہیں جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۲/۲۵۳-۲۵۴)

کیا بچے کی پیدائش سے کمرہ ناپاک ہوجاتا ہے:

بچے کی پیدائش کے بعد ماں اور بچے کو جس کمرہ یا گھر میں رکھا جاتا ہے چالیس دن بعد اس کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے اور اس میں رنگ وروغن کیا جاتا ہے اور جب تک ایسا نہیں کیا جاتا وہ گھر یا کمرہ ناپاک رہتا ہے جبکہ براہ راست عورت کی ناپاکی سے اس گھر یا کمرہ کا تعلق بھی نہیں ہوتا، آپ اس غیر اسلامی رسم کا قرآن وحدیث کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب

صفائی تو اچھی چیز ہے مگر گھر یا کمرے کے ناپاک ہونے کا تصور غلط اور توہم پرستی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم: ۱۴۰-۱۴۱)

(۱) ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أونحوهما. (رد المحتار: ۱/۲۹۲، باب الحيض، انيس)

نفاس اور حیض کے درمیان طہارت کے کتنے دن ہوتے ہیں:

سوال: ایک عورت کو ۳۶ / دن کا نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن طہر پھر ایک دن خون، پھر تین دن طہر پھر دس دن خون، پھر ایک دن طہر پھر ایک دن خون، پھر نو دن طہر نو دن خون، اور اس کے بعد سے اب تک طہر ہے۔ اس عورت کو پہلے ایک نفاس ہو چکا ہے جو ۳۵ / یوم کا تھا پہلے عموماً اس کو آٹھ یوم کا حیض آتا تھا، مگر تاریخیں یاد نہیں۔ تو اب صورت مسئولہ میں اس کے نفاس کے یوم کتنے اور طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے۔ اگر خدانخواستہ آیندہ ایسی ہی گڑ بڑی کی حالت رہی تو طہارت وحیض کے دن کس طرح شمار کیے جائیں گے۔ اس کے لئے قاعدہ بتا دیں۔ نفاس اور حیض کے درمیان طہارت کم از کم کتنے دن ہوتے ہیں؟

الجواب

نفاس کے چالیس دن ہوں گے اس کے بعد طہارت کا حکم ہوگا اور کیا اس کو ایام رضاعت میں پہلے بھی خون حیض کا آتا رہا ہے۔ یا رضاعت کے ایام میں حیض نہیں آتا تھا۔ اس کا جواب دیا جائے تو آیندہ کا حکم بتایا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۲/۲۵۴)

تتمہ سوال: جواب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں، پہلے بھی ایام رضاعت میں اس کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سوال میں لکھا گیا ہے کہ اس کو پہلے عموماً آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں ہے تو اب باقی ایام میں طہارت کے دن کتنے اور حیض کے دن کتنے؟

حضرت والا یہی مسئلہ میں نے جامعہ ڈابھیل کے مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ العالی کو بھی لکھا تھا مگر سوال میں فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کے سوال میں آخری طہر ۱۹ (انیس) / دن کا ہے اور ان کے سوال میں ۵ / دن کا ہے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کو سوال لکھا اور اس کا جواب آیا اور پھر آپ کو سوال لکھا تو یہ جو ایام طہر کے گذرے وہ زیادہ کر دیئے گئے۔

انہوں نے جواب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے چاہیے وہ کہیں نہیں ہیں لہذا اس کی نفاس کی عادت کے ۳۵ / یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استحاضہ میں شمار ہوں گے، جس میں نماز، روزے ادا کرنے ہوں گے لہذا اس کو جن تاریخوں میں پہلے آٹھ یوم حیض آتا تھا عادت کا، وہ اب ان تاریخوں میں آٹھ یوم حیض شمار ہوگا اور باقی کا استحاضہ۔

حضرت والا میرے ناقص مطالعہ کے لحاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں اگر چالیس دن نفاس کے شمار کئے جائیں تب بھی دونوں کے درمیان کی اقل مدت طہر پندرہ یوم، وہ نہیں آتی ہے لہذا آخری طہر جو ۱۹ / یوم کا ہے اور اس وقت ۲۸ / یوم کا ہوا ہے اس کے علاوہ سب ایام استحاضہ کے ہیں لہذا اس کو نفاس کی سابقہ عادت جو ۳۵ / یوم کی

ہے وہ عود کر آئے گی تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵؍ یوم کا ہوگا، اس کے بعد احتیاطاً ۱۵؍ دن کا طہر ہوگا اس کے بعد اس کی سابقہ عادت کے مطابق آٹھ دن حیض کے ہوں گے اور اس کے بعد اب تک کے ایام طہر کے ہوں گے اگر خدانخواستہ ان کو ۱۵؍ دن کا طہر نہ آتا تو پھر ان کو ۲۲؍ دن طہر کے ہوتے ہیں پھر آٹھ دن حیض کے، پھر ۲۲؍ دن طہر کے، پھر آٹھ دن حیض کے اور ایسے ہی حکم چلتا رہتا۔ اس لیے کہ عورتوں کو عموماً مہینہ میں ایک بار دم حیض آتا ہے، ایام رضاعت میں حیض نہ آنے کو اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

الجواب

(از مولانا مفتی عبدالغنی صاحب صدر مفتی دارالافتاء مدرسہ امینیہ بعد وفات حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

جب کہ نفاس کی ۳۵؍ دن کی پہلی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳۶؍ دن خون آیا لیکن تین دن بند رہ کر پھر چالیسویں دن بھی خون آ گیا اس کے بعد کچھ دن بند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس دن شمار ہوں گے البتہ اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جاتا تو بیشک عادت سے زائد کو استحاضہ میں شمار کیا جاتا۔

درمختار میں ہے:

أما المعتادة فترد لعادتها وكذا الحيض.

شامی میں ہے:

إذا كان عادتها في النفاس ثلاثين يوماً فانقطع دمها على رأس عشرين يوماً وطهرت عشرة أيام تمام عادتها فصلت وصامت، ثم عاودها الدم فاستمر بها حتىٰ جاوز الأربعين ذكر أنها مستحاضة فيمازاد على الثلاثين".

دوسری جگہ ہے:

صورته في النفاس كانت عادتها في كل نفاس ثلاثين ثم رأت مرة إحدىٰ وثلاثين ثم طهرت أربعة عشر ثم رأت الحيض فإنها ترد إلٰى عادتها وهي ثلاثون، ويحسب اليوم الزائد من الخمسة عشر التي هي طهر".

کیوں کہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم پورے ۱۵؍ یوم کا فاصلہ ضروری ہے۔

أقل الطهر بين الحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولياليها إجماعاً.

اگر عادت بھول گئی یعنی ایام حیض کی عادت ہے لیکن یہ بھول گئی کہ مہینہ کے پہلے عشرہ میں حیض آیا ہے یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحری کر کے ظن غالب پر عمل کرے گی۔

ومن نسيت عادتها إمابعدد إوبمكان أوبهما أنها تتحرىٰ، الخ. فقط

محمد عبدالغنی غفرلہ (ذیقعدہ ۱۳۷۳/۳ھ) (کفایت المفتی: ۲/۲۵۴-۲۵۶)

نفاس کے چالیس دن مکمل ہوتے ہی حیض آ سکتا ہے یا نہیں:

سوال: کیا چالیس دن نفاس کے بعد فوراً بلا طہر حیض آ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

چالیس دن نفاس کے گذر جانے کے بعد حیض نہیں آ سکتا جب تک کہ کم از کم پندرہ دن طہر کے نہ گذر جائیں، اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری ہے تو وہ دم استحاضہ ہے، نہ کہ حیض۔

ردالمحتار میں ہے:

(قوله: والزائد علیٰ أكثره) أی فی حق المبتدأة، أما المعتادة فمازاد علٰی عادتها ويجاوز العشرة فی الحيض والأربعين فی النفاس يكون استحاضة.(ردالمحتار: ۱/۲۸۵)

وفی الهندية: لورأت الدم بعد أكثر الحيض والنفاس فی أقل مدة الطهر فما رأت بعد الأكثر إن كانت مبتدأةً وبعد العادة إن كانت معتادة استحاضة، وفی ص: ۴۰، وإذا جاوز الأربعين ولهاعادة فی النفاس ردت إلٰی أيام عادتها.(فتاویٰ هندية: ۱/۳۷)

وفی الفقه الإسلامی وأدلته: وأكثره... عندالحنفية والحنابلة: أربعون يوماً ومازاد علیٰ ذلک فهو استحاضة، بدليل قول أم سلمة رضی اللہ عنہا: كانت النساء تجلس علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم أربعين يوماً وأربعين ليلةً. رواه أبو داؤد والترمذی وابن ماجة وأحمد. (الفقه الإسلامی وأدلته: ۱/۴۶۷)

امدادالاحکام میں ہے:

پس صورت مسئولہ مذکورہ میں اس کا نفاس عادت سابقہ کے موافق شمار ہوکر باقی دم استحاضہ ہے حیض نہیں، کیوں کہ نفاس کے بعد جب تک پندرہ دن پورے نہ گذرے جائیں اس وقت تک حیض نہیں ہوسکتا، ہاں اگر نفاس کے پندرہ دن کے بعد خون آتا رہا اور وہ تاریخیں حیض کی ہوں تو اس کو حیض کہا جائے گا۔(امدادالاحکام: ۱/۳۶۳)

ان عبارات سے معلوم ہو گیا کہ چالیس دن نفاس کے گذرنے کے فوراً بعد حیض نہیں آ سکتا۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول ص: ۵۸۸۔۵۸۹)

نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے:

سوال: ۸/رمضان المبارک کو میرے گھر میں مردہ بچہ اسقاط ہوا تھا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا ہوگا، اعضا بچہ کے سب مکمل ہو چکے تھے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے قلیل زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے، آیا جب تک یہ دھبّہ رہے نماز، روزہ موقوف رکھا جاوے یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کی پہلے سے کچھ عادت نہ ہوتو چالیس دن تک حکم نفاس کا جاری رہے گا، اس میں نماز، روزہ کچھ نہ ہوگا۔ البتہ جب بالکل دھبّہ نہ آوے یا ایامِ عادت پورے ہوجاویں اس وقت پھر غسل کرکے نماز روزہ کیا جاوے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم: ۲۸۱/۱)

چنددن نفاس کا خون آیا پھر بند ہوگیا، پھر تھوڑے دن آکر بند ہوگیا:

سوال: ایک عورت کونفاس اس طرح آتا ہے کہ چار روز آیا پھر بند ہوگیا پھر چار دن آیا پھر بند ہوگیا اسی طرح معاملہ رہتا ہے حتی کہ چالیس روز ختم ہوجاتے ہیں تو جن دنوں میں خون نہیں آیا وہ دن طہارت کے شمار ہونگے یا نفاس کے؟ بینواتوجروا۔

الجواب

صورت مسئولہ میں پورے چالیس روز نفاس کے شمار ہوں گے درمیان کا زمانہ طہارت میں شمار نہ ہوگا۔ جبکہ چالیس روز کی عادت ہوچکی ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۶۲/۴)

نفاس والی عورت کی عادت مختلف ہوتو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: کسی عورت کو پہلی بار ۳۵/دن دوسری بار ۳۲/دن اورتیسری بارتیس دن نفاس کا خون جاری رہاتو تیسری بار وہ عورت کب سے پاک ہے اورشوہر اس سے صحبت کب سے کرسکتا ہے؟ بینواتوجروا۔

الجواب

اس صورت میں تیس دن کے بعد غسل کرکے نماز پڑھے رمضان ہوتو روزہ رکھے۔لیکن صحبت مکروہ ہے، ہاں بتیس دن کے بعد (جواس کی عادت تھی) صحبت درست ہے۔

---

(۱) أکثرہ أربعون یوماًالخ لو مبتدءۃ أما المعتادۃ فترد لعادتها و کذاالحیض فإن انقطع علی أکثرهما أو قبله فالکل نفاس. (الدرالمختارعلیٰ صدررد المحتار، باب الحیض: ۲۷۷/۱)

(۱) عن عبد اللّٰه بن عمروؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: تنتظر النفساء أربعین لیلة، فإن رأت الطهر قبل ذالک فهی طاهر، وإن جاوزت الأربعین فهی بمنزلة المستحاضة، تغتسل و تصلی، فإن غلبها الدم توضأت لکل صلوۃ. (الدار قطنی، باب الحیض، ج اول، ص ۲۲۸، نمبر ۸۴۷)

عن عائشةؓ أنها قالت: قالت فاطمةؓ بنت أبی حبیش لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یارسول اللّٰه! إنی لا أطهر أفأدع الصلاۃ؟ فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "إنما ذالک عرق و لیس بالحیضة، فإذا أقبلت الحیضة فاترکی الصلاۃ فإذا ذهب قدرها فاغسلی عنک الدم وصلی". (بخاری، باب الاستحاضة، ص ۵۳، نمبر ۳۰۶) انیس)

عالمگیری میں ہے:

"لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها حتى يمضى عادتها وعليها أن تصلى وتصوم للاحتياط" هكذا فى التبيين. (۳۹/۱) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۶۴/۴)

بارہ دن خون پھر سفید پانی پھر خون آ گیا، کیا حکم ہوگا:

سوال: ایک عورت کو بارہ روز نفاس آ کر سفید پانی آ گیا بعد میں پھر خون آ گیا، اس خون کا کیا حکم ہے؟

الجواب

مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا اور درمیان میں جو دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں، اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہوگا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ **كما فى الهداية وشرح الوقاية.**

اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ ہوگا۔ (۱) فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم: ۲۸۲/۱)

نفاس میں عادت پوری ہو جانے کے بعد نماز پڑھے یا نہیں:

سوال: جس عورت کو یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر دس پندرہ دن میں خون نفاس بند ہو گیا اور اس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ بعد خون بند ہونے کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں، اس کا شوہر اُس سے صحبت کر سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) (أكثره أربعون يوماً) الخ (والزائد) على أكثره (استحاضة) لو مبتدأةً، أما المعتادة فترد لعادتها، وكذا الحيض، فإن انقطع على أكثرهما أو قبله فالكل نفاس. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الحيض: ۷۷/۱، ظفير)

عن أم سلمةؓ قالت: كانت النفساء تجلس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعين يوماً. (ترمذى، باب ماجاء فى كم تمكث النفساء، ص ۳۵، نمبر ۱۳۹/ أبو داؤد، باب ماجاء فى وقت النفساء، ص ۴۹، نمبر ۳۱۲)

عن عبد الله بن عمروؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "تنتظر النفساء أربعين ليلة، فإن رأت الطهر قبل ذالک فهى طاهرة، وإن جاوزت الأربعين فهى بمنزلة المستحاضة، تغتسل وتصلى، فإن غلبها الدم توضأت لكل صلوة. (الدارقطنى باب الحيض، ج اول ص ۲۲۸، نمبر ۸۴۷)

عن معاذ بن جبلؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "إذا مضى للنفساء سبع ثم رأت الطهر فلتغتسل و لتصل. (سنن بيهقى، باب النفاس، ج اول ص ۵۰۵، نمبر ۱۶۱۷، انیس)

الجواب

اگر اس کو عادت یہی ہے تو بعد انقطاع دم غسل کر کے اس پر نماز اور روزہ فرض ہو جاتا ہے اور اس عورت سے اس کے شوہر کو ہمبستری کرنا بھی درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۸۱)

اگر بچہ کا سر باہر آگیا اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، تو نماز پڑھ لے، پر اشکال وجواب:

سوال: فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ص:۱۴۷، پر مسئلہ ہے:

''انتہا یہ کہ فقہ احناف میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عورت کے بچہ ہو رہا ہو تو اگر بچہ کا سر باہر آگیا ہے، ادھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، تو اس حالت میں بھی عورت پر لازم ہے کہ نماز پڑھ لے قضا نہ کرے'' الخ۔

یہ پورا مسئلہ پڑھا لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ بچہ کے سر کے ساتھ خون (دم نفاس) بھی ہوگا۔ پھر ایسی ناپاک حالت میں نماز پڑھنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ دم نفاس نہیں ہے دم نفاس کا حکم تب لگتا ہے کہ بچہ نصف یا نصف سے زائد نکل آیا ہو اس سے پہلے جو خون ہوگا وہ دم استحاضہ ہے۔ ادھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے ایسی حالت میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ قضا کرنے کی اجازت نہیں ہے، عورت معذور کے حکم میں ہے تو اس خون کے ہوتے ہوئے اگر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو نماز پڑھنا ضروری ہے۔

والنفاس هو الدم الخارج عقب الولادة أو خروج أكثر الولد. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۸۰)

عالمگیری میں ہے: **لو خرج أكثر الولد تكون نفساء وإلا لا.** (۱/۳۷) فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ:۴/۲۶۹، ۲۷۰)

بچہ کے سر باہر آنے کی صورت میں، نماز پڑھنے کے بارے میں، اشکال دوم:

سوال: یہ تو ٹھیک ہے کہ ابھی نفاس کا حکم نہیں لگا یہ دم استحاضہ ہے، مگر اشکال یہ ہے کہ یہ عورت معذور کے حکم میں کیسے ہوگئی؟ معذوری کا حکم تو اس وقت لگتا ہے کہ نماز کا پورا ایک وقت اس طرح گزر جائے کہ خون بہتا رہے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ نماز بطہارت پڑھ سکے اور یہاں یہ بات نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ نماز کے ابتدائی وقت میں معذور نہیں تھی

---

(۱) أما المعتادة فترد لعادتها، وكذا الحيض (در مختار) وفيه قبل: (وإن) انقطع (لأقله) الخ (لا) يحل (حتى تغتسل) أو تتيمم بشرطه (أو يمضي عليها زمن يسع الغسل) ولبس الثياب (والتحريمة)، الخ. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار باب الحيض: ۱/۲۷۲، ظفیر)

حديث معاذ بن جبل، سنن بيهقی، باب النفاس، ج اول، ص ۵۰۵، نمبر ۱۶۱۷۔ انیس

(بلکہ ابتدائی وقت میں پاک تھی) عذر بعد میں پیش آیا ہے۔ عذر سے پورا وقت گھرا نہیں ہے تو ایسی حالت میں پاک ہوئے بغیر نماز کیسے پڑھ سکتی ہے یہ معذور نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

موجودہ حالت میں عورت اپنے کو معذور ہی تصور کرے اور نماز پڑھے قضا کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہ مسئلہ دوسرا ہے کہ بعد کے وقت میں خون جاری نہ رہا تو معذور نہ ہوگی اور نماز کا اعادہ نہ کرے گی۔

چنانچہ شامی میں ہے:

ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلیٰ آخره فإن لم ينقطع يتوضأ ويصلى ثم إن انقطع فى أثناء الوقت الثانى يعيد تلك الصلوة وإن استوعب الوقت الثانى لايعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض، آه.

معذور کے احکام بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''اگر عذر فرض نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد پیش آیا تو آخری وقت تک انتظار کرے پھر اگر عذر منقطع نہ ہوا تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کے بعد اگر دوسرے وقت میں منقطع ہو گیا تو اس نماز کا اعادہ کرے اور اگر عذر پورے دوسرے وقت میں باقی رہے، تو اس نماز کا اعادہ نہ کرے کہ اس وقت وہ عذر متحقق ہو گیا''۔ (شامی: ۱/۲۸۱)

حاملہ کی صورت بھی ایسی ہی ہے لہذا استحاضہ مانع عن الصلوۃ نہ ہوگا۔ دم استحاضہ مستحاضہ کے حق میں گویا پاک ہے اس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھ سکتی ہے یہ نہیں کہ حقیقۃً پاک ہے، یا معاف ہے۔ فقط اللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۲۷۰)

ناتمام بچے کی ولادت کے بعد آنے والے خون کا حکم:

سوال: بعض عورتوں کا حمل قبل از وقت ساقط ہو جاتا ہے، تو اسقاط کے بعد جو خون آئے وہ نفاس شمار ہوگا یا نہیں؟

الجواب

اگر بچے کے اعضا مثلاً انگلی، ناخن اور بال وغیرہ بن چکے تھے، تو اس اسقاط کے بعد آنے والا خون نفاس شمار ہوگا اور اگر ابھی اس میں سے کوئی چیز نہیں بنی تھی تو اب یہ خون نفاس نہیں بنے گا۔ اگر حیض کی تعریف اس پر صادق آتی ہو تو حیض بن جائے گا ورنہ استحاضہ شمار ہوگا۔

والسقط إن ظهر بعض خلقه من أصبع أوظفر أوشعر ولد فتصير به نفساء، هكذا فى التبيين، وإن لم يظهر شىء من خلقه فلا نفاس لها فإن أمكن جعل المرئى حيضاً يجعل حيضاً وإلافهو استحاضة. آه. (عالمگیری: ج ۱ ص ۱۹) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۱۲/۱۰/۱۴۱۰ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۴۰۔۱۴۱)

چار ماہ کا حمل ساقط ہوا، اور دوسرا بچہ پیٹ میں ہے، تو آنے والے خون کا حکم:

سوال: ایک عورت کے حمل پر چار ماہ گذرے تھے کہ اسقاط ہوگیا، لیکن پتہ چلا کہ اس کے پیٹ میں دوسرا بچہ موجود ہے اور اسقاط کے بعد خون بدستور جاری ہے، تو دوسرے بچے کی پیدائش سے پہلے، یہ خون حیض شمار ہوگا، یا استحاضہ یا نفاس؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس مسئلہ کی دوصورتیں ہیں (۱) اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش سے چالیس دن کے اندر اندر پیدا ہو تو پہلے بچے کی ولادت سے چالیس دن تک نفاس شمار ہوگا، باقی استحاضہ (۲) اور اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کے چالیس دن بعد پیدا ہوا تو یہ خون استحاضہ ہے، نفاس نہیں ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

والمرئی عقیب الثانی إن کان فی الأربعین فمن نفاس الأول وإلا فاستحاضة. (ردالمحتار: ۳۰۱/۱)

قال الطحطاوی: ماتراہ عقب الثانی إن کان قبل الأربعین فھو نفاس للأول لتمامھا واستحاضة بعد تمامھا فتغسل کما وضعت الثانی وھو الصحیح، کذافی البحر. (الطحطاوی علی الدر المختار: ۱۵۴/۱) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول، ص: ۵۹۰)

ناقص الخلقت بچّے کی ولادت پر نفاس کا حکم:

سوال: اگر کسی عورت کا بچہ تام الخلقت نہ ہو، بعض اعضا بنے ہوں، یا اعضا بالکل نہ ہوں، بلکہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہو، تو اس ناقص الخلقت یا علقہ کے خروج کے بعد عورت سے جو خون نکلتا ہے، اس پر نفاس کا حکم جاری ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر گوشت کا ایک ٹکڑا ہو یعنی اعضا بالکل نہ بنے ہوں اور وہ کسی وجہ سے ضائع ہوجائے تو اس کے بعد نکلنے والا خون حیض کے حکم میں شمار ہوگا، بشرطیکہ مدتِ حیض تک خون جاری رہا ہو، اس سے زائد وقت میں یہ خونِ استحاضہ میں سے شمار ہوگا، البتہ اگر اعضا بنے ہوں تو اس کی پیدائش کے بعد نکلنے والے خون کا حکم نفاس کا ہوگا۔

قال فی الھندیة: "والسقط إن ظھر بعض خلقه من أصبع أو ظفر أو شعر ولد فتصیر به نفساء (ھکذافی التبیین) وإن لم یظھر شئ من خلقه فلانفاس لھا فإن أمکن جعل المرئی حیضاً یجعل حیضاً وإلافھو استحاضة". (الھندیة، الفصل الثانی فی النفاس: ج۱ص۳۷) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۵۷و۵۵۸)

---

(۱) قال الحصکفیؒ: "وسقط ظھر بعض خلقه کید أو رجل أو أصبع أو ظفر أو شعر ولد حکماً فتصیر المرأة به نفساء والأمة أم ولد فإن لم یظھر له شئ فلیس بشئ والمرئی حیض إن دام ثلاثاً وتقدمه طھر تام وإلا استحاضة". (الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار، مطلب أحوال السقط: ج ۱ ص ۲۰۳/ ومثله فی البحر الرائق، باب الحیض: ج ۱ ص ۲۱۸)

حمل گرنے کے بعد کوئی عضو ظاہر نہ ہو:

سوال: اگر حمل گرنے کے بعد کوئی عضو ظاہر نہ ہوتا ہو بلکہ نرا خون ہی خون ہو یا محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ خون جو بعد اسقاط کے دیکھا ہے وہ حیض ہے یا استحاضہ، بتلا دیجئے۔

الجواب

جب کوئی عضو ظاہر نہیں ہوا، تو یہ خون نفاس تو نہیں ہے، اب دیکھنا چاہئے کہ اگر یہ تین دن سے کم میں موقوف نہ ہوا ہو اور اس خون کے آنے سے پہلے مدت طہر بحالت طہر گزری ہو، تو یہ حیض ہے ورنہ استحاضہ۔

فی الدر المختار: فإن لم یظهر له شيء فلیس بشيء والمرئی حیض إن دام ثلاثاً وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة" آه. (باب الحیض والنفاس)

۹ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۱۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۸۴/۱)

اسقاط یا صفائی رحم کے بعد کا خون حیض ہوگا یا نفاس:

سوال: اگر عورت کے بچے کا اسقاط ہو جائے یا عورت خود رحم کی صفائی کرائے تو اس کے بعد آنے والا خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ یا نفاس؟

الجواب

اگر اسقاط میں بچہ کا ایک آدھ عضو بن چکا تھا تو اسقاط کے بعد آنے والا خون نفاس ہوگا اور اگر کوئی بھی عضو نہیں بنا، محض گوشت ہی گوشت ہو تو خون نفاس کا نہیں ہوگا، ہاں اگر حیض ہو سکتا ہو تو حیض شمار ہوگا ورنہ استحاضہ۔

(بہشتی زیور، ملخصاً، ص: ۶۲ حصہ دوم)

علامہ ابن الہمامؒ تحریر فرماتے ہیں:

والسقط الذی استبان بعض خلقه كأصبع أو ظفر ولد فلو لم یستبن منه شيء لم یكن ولداً فإن أمكن جعله حیضاً بأن امتد جعل إیاه وإلا مستحاضة. (فتح القدیر: ۱۸۷/۱) والله اعلم

(فتاویٰ دار العلوم زکریا، جلد اول، ص: ۵۸۶-۵۸۷)

زچگی کے بعد غسل کب کیا جائے اور اس غسل میں پہلے پیٹھی لگانا کیسا ہے:

سوال: زچگی کے ایک مہینہ کے بعد اور پھر چالیس دن کے بعد غسل کرنے کا رواج ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اسی طرح پیٹھی لگانا یعنی غسل سے دو روز پہلے صبح وشام پورے بدن پر تین مرتبہ گیہوں کا آٹا اور ہلدی لگانا کیا یہ صحیح ہے؟ نفاس والی عورت کب اور کس طرح غسل کرے؟ اسلامی طریقہ تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی، بینوا توجروا۔

الجواب

نفاس کا خون بند ہونے پر غسل واجب ہے، ویسے حالت نفاس میں ظاہری پاکیزگی اور صحت کے لئے روزانہ بھی غسل کیا جاسکتا ہے منع نہیں ہے۔ لیکن ایک مہینہ کے ختم پر غسل کرنے کو مسنون اور حکم شرعی سمجھنا غلط ہے۔ چالیس روز سے پہلے جب بھی خون بند ہوجائے طہارت کی نیت سے غسل کرکے نماز شروع کردینا ضروری ہے۔ اگر چالیس روز تک خون جاری رہا، جو اس کی انتہائی مدت ہے، تو چالیس روز پورے ہوتے ہی غسل کرکے نماز شروع کردے۔ اس غسل کا کوئی جداگانہ طریقہ نہیں ہے۔(۱) پیٹھی لگا کر غسل کرنے کو مسنون اور ضروری سمجھنا غلط اور بے اصل ہے۔ بدن کی صفائی کے لئے مٹی یا صابون وغیرہ کسی بھی پاک چیز کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۲۵۶/۴)

اگر صاحب عذر کسی تدبیر اور علاج سے اس عذر کا انقطاع کردے، تو وہ معذور رہے گا یا نہیں:

سوال: جس عورت کو پیشاب یا خون استحاضہ کے قطرات کا نزول رہتا ہو وہ کسی تدبیر سے خارج نہ ہونے دے اور وضو کرکے نماز پڑھتی رہے تو اس کا وضو اور نماز درست ہوگی؟ اور یہ تدبیر حیض میں بھی کارگر ہوسکتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

وضو اور نماز صحیح ہوجائے گی۔ لیکن یہ تدبیر حیض میں کامیاب نہ ہوگی اور نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے:

سئل في الحمصة التي توضع على الكي ثم تربط بما يمنع السيلان هل يكون صاحبها صاحب عذر أم لا ؟(أجاب): لا يكون صاحب عذر كما هو صريح كلام الخلاصة وغيره و صاحب الجرح لومنع الجرح من السيلان يخرج من أن يكون صاحب الجرح السائل،فأفاد أن كل صاحب عذر إذامنع نزوله بدواء أوغيره خرج عن كونه صاحب عذر بخلاف الحائض. (الفتاوىٰ الخيرية:۵/۱)

---

(۱)　(وأكثره أربعون يوماً)،كذا رواه الترمذيّ وغيره، الخ (الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار، باب الحيض: ۲۷۶/۱).اعلم أن هذه المسئلة على ثلثة أوجه لأن الدم إماينقطع لتمام العشرة أودونها لتمام العادة أودونهما؛ففيماإذا انقطع لتمام العشرة يحل وطؤهابمجرد الإنقطاع ويستحب له أن لايطأ هاحتى تغتسل وفيما إذا انقطع لمادون العشرةدون لايقربهاوإن اغتسلت مالم تمض عادتها،وفيمااذاانقطع للأقل لتمام عادتها إن اغتسلت أومضى عليها وقت صلوٰة حل وإلا لا،وكذا النفاس إذا انقطع لما دون الأربعين لتمام عادتها،فإن اغتسلت أومضى الوقت حل وإلا لا،إلخ. (البحرالرائق، باب الحيض: ۲۱۳/۱،انيس)

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی صاحب عذر کسی تدبیر اور علاج سے اس عذر کا انقطاع کر دے، تو وہ شخص معذور نہ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاوی رحیمیہ: ۲۵۸/۴)

حالتِ حمل میں وطی:

سوال: حاملہ بیوی سے وطی کرنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو وضعِ حمل سے کتنے دن پہلے چھوڑ دینا چاہئے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

شوہر کو حاملہ سے وطی کرنا درست ہے، علاوہ ان ایام کے جبکہ وطی بچہ کو مضر ہو اور اس سلسلے میں حکیم حاذق سے معلوم کرلیا جاوے کہ کب وطی بچہ کو مضر ہوتی ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۰۷/۵)

بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے:

سوال: (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے ساتھ کب تک جماع کی ممانعت ہے؟

حالت نفاس میں اگر جماع کرلیا تو اس کی تلافی کیسے کرے:

سوال: (۲) اگر ایام ممانعت میں جماع کرے تو فریقین کیلئے کیا تلافی ہے؟

الجواب ــــــــــــ

(۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے لئے مدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے پس اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر خون کم وبیش آتا رہے تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کرسکتا، بعد چالیس دن کے جائز ہے اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے اس لئے اگر چالیس دن سے پہلے خون منقطع ہو جاوے تو بعد غسل کے اس سے صحبت جائز ہے۔(۲)

(۲) توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کو ایسا نہ کرے۔

درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حالت حیض میں اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو توبہ واستغفار کرے اور مستحب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔ **كما ورد في الحديث.**

---

(۱) حکیم الامت مجدد الملت اشرف علی تھانوی صاحبؒ لکھتے ہیں: ''(حاملہ عورت) میاں کے پاس نہ جائیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں کے بعد زیادہ نقصان ہے''۔ (بہشتی زیور، حصہ نہم، حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان، ص: ۶۲۰، دارالاشاعت، کراچی)

(۲) (وأكثره أربعون يوماً) كذا رواه الترمذيؒ وغيره، الخ فإن انقطع على أكثرهما أوقبله فالكل نفاس. (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، باب الحيض: ۲۷۶/۱)

==

پس بحالتِ نفاس جماع کرنے میں بھی صدقہ کر دینا اچھا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۸۳)

جس عورت کو پہلا بچہ پیدا ہوا ہو، اسکے پاک ہونے میں چالیس روز کا انتظار نہیں:

سوال: جس عورت کے اول مرتبہ بچہ پیدا ہوا ہے اور اس کو چار روز خون نفاس کا آ کر بند ہو گیا اور ایک شب وروز بند رہا تو دوسرے روز شوہر کو اس سے وطی جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اول کا بچہ ہے عادت کا حال معلوم نہیں ہوسکتا یا اول بچہ جس عورت کے ہو اس کا انتظار چالیس روز کرنا شوہر کو ضروری ہے اگر نہیں ہے تو کتنے دن خون آنے کے بعد وطی کرے، احتمال ہے کہ پھر آوے؟

الجواب————————

فی الدر المختار: وإن لعادتها (إلٰی قوله) (حتی تغتسل)...... (أویمضی). فی رد المحتار: (قوله وإن لعادتها) وكذا لو كانت مبتدأة، درر. (۲)

چونکہ حیض ونفاس کا حکم اس امر میں یکساں ہے، روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں وطی جائز ہے۔

۱۶/محرم ۱۳۲۶ھ، تتمہ اولیٰ ص۲۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۸۴-۸۵)

حالت نفاس میں احتلام ہوجائے تو غسل فرض نہیں:

سوال: نفاس والی عورت کو احتلام ہوجائے تو غسل واجب ہے یا نہیں، یا یہ کہ پاک ہونے کے بعد ایک ہی غسل کافی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب———————— باسم ملهم الصواب

پاک ہونے کے بعد ایک ہی غسل فرض ہوگا۔

قال فی الخانية: المرأة إذا أجنبت ثم حاضت إن شاءت اغتسلت وإن شاءت أخرت الإغتسال لأنه لا فائدة فی التعجيل فإنها إن كانت تخرج من الجنابة لا تخرج من الحيض وحكمهما واحد. (خانیہ:۱/۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔۱۷/صفر ۸۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ:۲/۳۲)

== وتوطأ بلا غسل بتصرم لأكثره، ولأقله لا، حتی تغتسل أویمضی عليها أدنی وقت صلوة (كنز) اعلم أن هذه المسئلة علی ثلٰثة أوجه لأن الدم إما ينقطع لتمام العشرة أو دونها لتمام العادة أو دونهما؛ ففيما إذا انقطع لتمام العشرة يحل وطؤها بمجرد الإنقطاع ويستحب له أن لايطأها حتی تغتسل وفيما إذا انقطع لمادون العشرة دون لايقربها وإن اغتسلت مالم تمض عادتها، وفيما اذا انقطع للأقل لتمام عادتها إن اغتسلت أومضی عليها وقت صلوٰة حل وإلا لا، وكذا النفاس إذا انقطع لما دون الأربعين لتمام عادتها، فإن اغتسلت أومضی الوقت حل وإلا لا، الخ. (البحر الرائق، باب الحيض:۱/۳۴۸،۳۵۲)

(۱) ثم هو أی وطؤ الحائض كبيرة لو عامداً مختاراً عالما بالحرمة لاجاهلاً أومكرهاً أو ناسياً فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينار أو نصفه ومصرفه كزكوٰة. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الحيض:۱/۲۷۵)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الحيض:۱/۲۹۴، انیس